

نظام کی اصل تصویر؟

صرف دس سال بعد یعنی 2031ء میں اسلام آباد بالکل ایسا ہی ہو گا جیسے آج یا شاید نہیں۔ حد درجہ آبادی اور آسودگی کے درمیان نیم مردہ سا شہر۔ ارگرد کے پہاڑ مزید گنجے ہو چکے ہوں گے۔ ہاں، سرکاری دفاتر، بھدی قسم کی رہائش گاہیں بہت بڑھ چکی ہوں گی۔ اس وقت تک پرندے بہت کم ہوں گے۔ ایک عدالت کے سامنے لوگوں کا جم غیر ہو گا۔ انہوں نے اعلیٰ لباس پہنا ہو گا۔ بڑی بڑی گاڑیاں کھڑی ہوں گی۔ کسی سیاسی پارٹی کے جھنڈے بھی آراستہ ہوں گے۔ زندہ باد زندہ باد۔ ایک اہم شخص کے حق میں شاندار نعرے بازی جاری ہو گی۔ پولیس بھی مستعدی سے اس شخص کے لئے حفاظت کا فریضہ انجام دینے کی کوشش میں مصروف ہو گی۔ وہ شخص بڑے تحکمانہ طریقہ سے عدالت سے باہر آئے گا۔ اس کے ساتھ تین ساتھی بھی ہوں گے۔ وکٹری کے نشان بنائے ہوئے یہ لوگ مسکراتے ہوئے باہر نکلیں گے۔ ایسے لگے گا کہ انہوں نے قربہ دوبارہ فتح کر لیا ہے۔ کشتیوں کو جلانے بغیر ملک اور اسلام کی ایسی خدمت کی ہے کہ مسلم امہ عش عش کر رہی ہے۔ مگر بحوم میں سے چھوٹا سا بچہ ان لوگوں کی طرف نادانی میں انگلی اٹھا کر زور سے کھے گا۔ یہ تو عثمان مرزا اور اس کے ساتھی ہیں۔ انہوں نے تو اس 11 سیکٹر میں ایک نوجوان لڑکی کو برہنہ کر کے اس کی تصویریں بنائی تھیں۔ دونوں کو غلیظ گالیاں دی تھیں۔ زد کوب کیا تھا۔ بچے کا باپ، اس کے موہنہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کرادے گا۔ پورا بحوم عثمان مرزا کے حق میں نعرے لگا رہا ہو گا۔ کس چیز کے نعرے۔ کیوں۔ اس لئے کہ عثمان مرزا اور ان کے ساتھیوں کو باعزت بری کر دیا گیا ہے۔ تمام اذامات غلط ثابت ہوئے، کسی بھی گواہی کے بغیر۔ بھلا اس انہائی شریف آدمی کو کیونکر سزا دی جاسکتی ہے۔ عدالت تو صرف ثبوت دیکھتی ہے۔ صرف ثبوت۔ بڑے فخر اور تکبر سے عثمان مرزا لوگوں کو خطاب کرے گا۔ آج حق کی فتح ہوئی ہے۔ ساری ویڈیو ز جھوٹی ثابت ہوئی ہیں۔ وہ تو سب کا سب فوٹو شوپ تھا۔ بھلا میرا لڑکیوں کی بلیک میلنگ سے کیا تعلق۔ یہ سب سیاسی دشمنوں کی چال تھی۔ جس گاڑی میں جناب عثمان مرزا صاحب تشریف رکھیں گے۔ وہ ڈرائیور نہیں بلکہ ایک مقامی اہم شخصیت چلا رہی ہو گی۔ جلوس کی صورت میں کسی مقامی دربار پر جایا جائے گا۔ شکرانے کے نفل ادا ہوں گے۔ اور پھر کچھ دنوں بعد عثمان مرزا کی ساتھیوں سمیت حکومتی سیاسی جماعت میں شامل ہو جائے گا۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ کئی گھروں میں مظلوم بچیاں کو نوں میں دبک کر روتی پائی جائیں گی۔ اس لئے کہ عثمان مرزا کے خلاف سامنے آنے کی حماقت انہوں نے کی تھی۔ کئی لڑکے جن کے ساتھ بد فعلی کی گئی، چھپ کر بیٹھ جائیں گے، کیونکہ ان کی بھی برہنہ و ڈیو زبانی گئی تھیں۔ عدالت سے باعزت بری ہونے کے بعد عثمان مرزا بالکل پاک صاف ہو چکا ہے۔ اور جن کے ساتھ ظلم ہوا، وہ سارے ڈر اور خوف کے مارے سانس تک نہیں لے پائیں گے۔

یہ سب کچھ شاید میرا وہم ہو یا شاید اس ملک میں لڑکی اور لڑکوں کو برہنہ کر کے ریپ کرنا یا کروانا جرم رہا ہی نہیں ہے۔ وجہ یہ کہ ہمارے تفتیشی اور عدالتی انصاف کا زمینی حقائق سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہوتا۔ گمان ہے کہ عثمان مرزا اولے کیس میں بھی حسب

روایت کچھ نہیں ہوگا۔ چند دن پہلے جب عثمان مرزا اور ان کے ساتھیوں کی تصاویر سو شل میڈیا پر دیکھیں تو دل بیٹھ گیا۔ یہ تو اسلام آباد کا قصہ ہے۔ جہاں بے پناہ وسائل دے کر انتہائی اچھی ساکھوں اے افسران لگائے گئے ہیں۔ جہاں کی پولیس بظاہر بہت عمدہ کام کرتی ہے۔ جہاں افسروں کی ایک فوج موجود ہے۔ ریاستی اداروں کے پرشکوہ دفاتر ہیں۔ خفیہ ایجنسیوں کے افراد چپے چپے پر موجود ہیں۔ مگر عثمان مرزا اور اس کا گروہ ان سب سرکاری لوگوں کی موجودگی میں تواتر سے ریپ، بلیک میلنگ، ڈھمکی اور دھوکہ دہی کرتا رہا۔ ایک گیست ہاؤس میں خفیہ کیمرے لگا کر آنے والوں کی فلمیں بناتا رہا۔ اس کی فارکیس کمپنی ڈبل شاہ کے ماذل پر عام لوگوں کو مسلسل لوٹتی رہی۔ اس کا عذاب ان گنت اڑ کے اور لڑکیاں مسلسل جھیلتے رہیں۔ بلیک میل ہو کر پیسے دیے جاتے رہے۔ اس سے اندازہ لگا جبکہ کہ ہماری خفیہ ایجنسیاں اتنی نااہلی اور سستی کا شکار ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے مونہہ میں چوسنی لے کر خاموش بیٹھے رہے۔ مگر عثمان مرزا اور اس کے ساتھی، دارالحکومت میں گھناونا کھیل کھیلتے رہے۔ بغیر کسی روک ٹوک کے۔ ویسے اگر سکاٹ لینڈ یارڈ جیسے کسی معتبر ادارے سے تنقیش کروائی جائے تو آپ کے ذہن بھک سے اڑ جائیں گے۔ ابھی تو ان سرکاری شہزادوں کے نام نہیں آئے جو اس گروہ سے مستقید ہوتے رہے ہیں۔ انتظامیہ کا بھرپور حصہ رہا ہوں۔ دعوے سے کہتا ہوں کہ عثمان مرزا کو کسی طاقتور شخص کی بھرپور ”ہلاشیری“ اور دست شفقت حاصل ہے۔ یہ تمام بھیانک جرائم اور مظالم سرکاری سرپرستی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتے۔ جن سے مخاطب ہوں وہ سب جانتے اور سمجھتے ہیں۔ اس کا ثبوت میرے پاس یہ ہے کہ ابھی تک عثمان مرزا پر کوئی قیامت نہیں ڈھائی گئی۔ اسے انتہائی حفاظت اور عزت سے تھانے میں رکھا گیا ہے۔ کوئی اسے تھرڈ ڈگری کا نشانہ بنانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ صرف اس لئے کہ ملک میں ہماری پولیس، تشدد نہ کرنے کے بھی معقول پیسے لیتی ہے۔ اور عثمان مرزا سے بہتر پیسے دینے والا اور کون دیوتا ہو سکتا ہے۔ وہ تو اس بد بودار نظام کی المناک پیداوار ہے اور اندر وہی طور پر اس کا محافظ بھی۔ لہذا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ گا۔ اس وقت سو شل میڈیا کی طاقت کے سامنے جن اداروں نے وقتو ہتھیار ڈالے ہیں۔ چند دن گزرنے دیجئے وہ اپنی پوری منفی طاقت سے واپس حملہ کریں گے۔ مفتوح لڑکیوں اور لڑکوں کو اتنا ذلیل کیا جائے گا کہ وہ شکایت کرنے پر پچھتا نہیں گے۔ تھوڑے سے عرصے میں ایک اچھا و کیل عثمان مرزا کو ضمانت لے کر دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پولیس حسب روایت انتہائی کمزور کیس بنائے گی۔ اور معاملہ پھر رفع دفع ہو جائے گا۔

ایک تجزیاتی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہر چوبیس گھنٹے میں گیارہ ریپ ہوتے ہیں۔ پچھلے چھ سالوں میں باکیس ہزار ریپ کے کیسز درج ہوئے ہیں۔ ان میں چار ہزار مقدمات عدالتوں میں اندوا میں ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر سینے۔ چھ سالوں میں صرف ستتر (77) ملزموں کو سزا ہوئی ہے اور صرف اٹھارہ فیصد کیسز پر اسکی پوشن کی سطح پر پہنچ پائے ہیں۔ تجزیاتی رپورٹ کے مطابق ریپ اور اس جیسے واقعات کی واضح اکثریت رپورٹ نہیں ہوتی۔ اصل تعداد ساٹھ ہزار تک ہو سکتی ہے۔ عدالت میں ہر کیس کا پہنچانا ناممکن ہے۔ صرف بارہ فیصد مقدمات عدالت کی سطح پر پہنچ پائے ہیں۔ اور ان میں سے صرف پانچ فیصد پر فیصلے ہوئے ہیں۔ ان میں

گیارہ سو لوگوں کو باعزت بری کیا گیا ہے۔ تفتیشی اداروں اور نظام انصاف کو پرکھ کر انہی اعتماد سے عرض کر سکتا ہوں۔ کہ عثمان مرزا جیسا طاقتور آدمی کبھی بھی انجام کوئی پہنچ پائے گا؟۔ امکان یہی ہے کہ تھوڑے عرصے میں وہ باعزت بری ہونے میں کامیاب ہو گا؟۔ ولیسے ہماری سیاسی جماعتوں کو ایسے ”مضبوط“ لوگ چاہیں۔ اندر وون خانہ کچھ اہتمام تو ہو رہا ہو گا۔ عثمان مرزا اور اس جیسے لوگ ہمارے نظام کی اصل تصویر ہیں۔ غلیظ بھی انک اور ادنی تصویر!